مختار ٹونکی: راجستھان کے اہم افسانہ نگار

ریسرچ اسکالر:
سلطانہ فاطمہ انصاری،
کوٹہ یونیورسٹی،
کوٹہ، راجستھان

نگراں:
ڈاکٹر نادرہ خاتون
لیکچرار اردو، گرمنٹ آرٹس گرلس کالج
کوٹہ، راجستھان

ملخص

دور جدید کے افسانہ نگاروں میں راجستھان کے اہم افسانہ نگار مختار ٹونکی کا نام قابل ذکر ہے۔ان کا شمار راجستھان کے اہم افسانہ نگاروں اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔ان کا تعلق راجستھان کے ٹونک ضلع سے ہے۔

مختار ٹونکی بنیادی طور پر طنز و مزاح نگار ہیں۔حالانکہ انہوں نے ادب کی مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔طنز و مزاح نگار میں اپنے جوہر دکھانے کے ساتھ افسانہ نگاری میں بھی اپنی الگ شناخت بنائی ہے۔انہوں نے اردو ادب میں متعدد افسانہ لکھ کر افسانوی ادب میں گراں قدر اضافے کئے ہیں۔

مختار ٹونکی کے افسانوں میں موضوعات کا تنوع ہے۔انہوں نے ہر موضوع کو اپنے افسانوں کا محور بنایا ہے۔اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور غیر معمولی ذہانت سے سماج میں رونما ہونے والے واقعات و حادثات کو اپنے افسانوں میں بڑی خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔وہ اپنے افسانوں میں عہدے جدید کے فکری تقاضوں و جدوجہد کو بڑی فنکارانہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔وہ

افسانہ نگاری کے ہر نقطہ نظر کو بخوبی انداز میں پیش کرنے کا ہنر رکھتے ہیں۔ وہ قاری کو باندھے رکھنے کا راز سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ ایسی دلنشین طرز تحریر کا استعال کرتے ہیں۔ جو قاری کی توجہ افسانہ سے منتشر نہیں ہونے دیتی۔ ان کے کردار عام زندگی سے اخذ کئے ہوتے ہیں۔ وہ اعلیٰ طبقے کی نمائندگی نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے معاشرے کے اوسط طبقے کے لوگوں کو اپنے افسانوں میں پیش کرتے ہیں۔

....

اردو ادب میں افسانہ نگاری کا آغاز بیسویں صدی میں ہوا۔ بیسویں صدی میں تاریخی اعتبار سے کئی سیاسی، سماجی اور ادبی طور پر تبدیلیاں رونماں ہوئی۔ ان تبدیلیوں کے اثرات افسانہ نگاری پر بھی اثر انداز ہوئے اور افسانے میں نئے رجحانات، واقعات اور تحریکات نظر آئے۔ افسانے نے جہاں مختلف تحریکوں کی نئی روش کو اختیار کیا وہی جدیدیت کی راہوں سے بھی ہموار ہوا۔ جدیدیت نے افسانہ نگاری کو نئی سمت و رفتار عطا کی۔ کئی افسانہ نگار جدیدیت کی اس رفتار میں شامل ہوئے۔ دور جدید کے افسانہ نگاروں میں راجستھان کے اہم افسانہ نگار مختار ٹونکی کا نام بھی قابل ذکر ہے۔

مختار ٹونکی راجستھان کے ادبی نسل کے مستعد قلم کار ہیں۔ جو ایک وسیع فکر و نظر رکھتے ہیں۔ ان کا شمار راجستھان کے اہم افسانہ نگاروں اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق راجستھان کے ٹونک ضلع سے ہے۔ ٹونک علمی اور ادبی اعتبار سے ایک ممتاز تاریخی اور ادبی اہمیت کا حامل ہے۔ جہاں اردو ادب کی ترقی کے لئے پیش بہاں خدمات انجام دئے گئے ہیں۔ مختار ٹونکی ٹونک کے ادبی و شعری ماحول سے متاثر ہوئے اور ٹونک کے علمی و ادبی سرگرمیوں میں بڑھ چھڑ کر حصّہ لیتے رہے ہیں۔ جس کی جھلک ان کے افسانہ نگاری میں بھی نظر آتی ہے۔ مختار ٹونکی بنیادی طور پر طنز و مزاح نگار ہے اور انہوں نے ادب کی مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ طنز و مزاح نگار میں اپنے جوہر دیکھانے کے ساتھ افسانہ نگاری میں بھی شناخت قائم کی ہے۔ اردو ادب میں متعدد

افسانہ لکھ کر افسانوی ادب میں گراں قدر اضافے کئے ہیں۔

مرحومہ ڈاکٹر عارفہ سلطان نے ۱۹۹۶ء میں اپنی کتاب ''افسانہ راجستھان کے'' میں مختار ٹونکی کے افسانوی سفر کی ابتدا کا مختصر تعارف پیش کیا ہے:۔

''مختار ٹونکی کی افسانہ نگاری کا آغاز دوران تعلیم کالج میگزین سے ہوا۔اس کے علاوہ پہلا افسانہ ''ملکہ دولت'' کے عنوان سے ۱۹۵۹ء میں ہفتہ وار پیام مشرق دہلی سے شائع ہوا تھا۔اس کے بعد متعدد افسانہ مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔جن میں ''خاتون مشرق''، ''ایشیا''، ''بیسوی صدی''، ''نیا دور''، ''جمنا تٹ''، ''نخلستان'' اور ''آجکل'' وغیرہ شامل ہیں۔آکاش وانی جے پور سے بھی آپ کے افسانے نشر ہوتے رہتے ہیں۔اوہنری اور چیخوف کے افسانے آپ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے۔اردو میں آپ کرشن چندر سے متاثر ہوئے۔آپ کا شمار سینیر قلم کاروں میں ہوتا ہے۔''ٹونک ادبی سوسائٹی'' کے آپ صدر ہیں۔آپ خود لکھنے کے علاوہ نئے لکھنے والوں کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔آپ کے طنزیہ مضامین اور افسانے بھی بہت پسند کئے جاتے ہیں۔''

(''افسانہ راجستھان کے''۔از عارفہ سلطان،ص ۲۱۱)

مختار ٹونکی کے افسانوں میں موضوعات کا تنوع ہے۔انہوں نے ہر موضوعات کو اپنے افسانوں میں شامل کیا ہے۔اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور غیر معمولی ذہانت سے سماج میں رونما ہونے والے واقعات و حادثات کو اپنے افسانوں میں بڑی خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔وہ اپنے افسانوں میں عہدے جدید کے فکری تقاضوں و جدوجہد کو بڑی فنکارانہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔وہ افسانہ نگاری کے ہر نقطہ نظر کو بخوبی انداز میں پیش کرنے کا ہنر رکھتے ہیں۔جزئیات نگاری ہو، منظر نگاری ہو، مکالمہ نگاری ہو یا کردار نگاری ہر زاوئے سے ان کے افسانہ گراں قدر ہیں۔وہ قاری کو باندھے رکھنے کا ہنر بخوبی جانتے ہیں۔وہ ایسی دلنشین طرز تحریر کا استعمال کرتے ہیں۔جو قاری کی

توجہ افسانہ سے منتشر نہیں ہونے دیتی۔ان کے کردار عام زندگی سے اخذ کئے ہوتے ہیں۔وہ اعلیٰ طبقے کی نمائندگی نہیں کرتے ہیں۔بلکہ اپنے معاشرے کے اوسط طبقے کے لوگوں کو اپنے افسانوں میں پیش کرتے ہیں۔

افسانہ ''شاخسانہ'' میں مختار ٹونکی نے موجودہ معاشی صورت حال کا بیان کیا ہے۔ افسانے کا مرکزی کردار اچھو کا پیشہ گورکنی کا ہے۔جو نصف مہینہ سے نئی قبر کے اضافے کے انتظار میں ہے۔اس افسانے میں انہوں نے اچھو کی ذہنی کیفیت، جدوجہد اور جذبات کو بڑے انوکھے انداز میں بیان کیا ہے:

''تعجب ہے اتنے دنوں سے شہر میں کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہوا۔یہ ٹیکسی ٹرک ڈرائیور کیا کررہے ہیں؟ کیوں دو چار کو کچل نہیں دیتے؟ آخر اسے بھی تو جینے کا اختیار ہے۔وہ قبریں کھودنے کا تکلیف دہ اور مشکل کام کرتا ہے اور محنت ومشقت کرکے اپنا خون پسینہ بہاتا ہے،حرام خوری تو نہیں کرتا، بھیک تو نہیں مانگتا.....کوئی عمارت ڈھے کیوں نہیں جاتی؟ کوئی دیوار گر کیوں نہیں جاتی، تاکہ دو چار تو مریں اور پھر یہاں آکر پیوند زمین ہو.........''

(جمنا تٹ۔سہ ماہی مجلّہ۔جلد نمبر ۶،شمارہ ۱۔ص ۶۱)

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختار ٹونکی انسانی نفسیات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ان کے افسانوں میں موجودہ صورت حال، سماجی،نفسیاتی اور انسانی زندگی کے ہر قسم کے مسائل کا حقیقت پسندانہ اظہار خیال دیکھنے کو ملتا ہے۔وہ اپنے افسانوں میں قاری کو دلچسپی کے ساتھ آخر تک باندھے رکھتے ہیں۔انہوں نے اپنے گہرے مشاہدے اور عمیق مطالعہ سے زندگی کی تلخ حقیقتوں کو اپنے افسانوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

مختار ٹونکی سماج کے ہر پہلو اور ہر موضوع کو اپنے افسانوں میں پیش کرتے ہیں۔وہ اپنے ماحول کے حقیقی واقعات کو اپنے افسانوں میں ظاہر کرتے ہیں اور حقیقت پسندی کے ساتھ

مقصدیت کوترضع دیتے ہے۔ان کے افسانوں کا مقصد معاشرے کی اصلاح کرنے کے ساتھ قوم کے افراد کو بیدار کرنا بھی ہے۔

مختآر ٹونکی نے افسانے ''بر ہدف''میں معاشرے کے اس فرسودہ روایت کی عکاسی کی گئی ہے جہاں آج بھی عورت کو پیسے اور جہیز کے خاطر مار دیا جاتا ہے۔مگران کا یہ افسانہ فرسودہ روایت کوتوڑنے کا کام کرتا ہے۔افسانے کے مرکزی کردار کویتا کو جب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پتی راکیش اور ساس رکمنی مل کر اس کی غیر قدرتی موت کی سازش کرتے ہیں۔پہلے تو وہ گھبرا کر وہاں سے فرار ہوجانا چاہتی تھی۔ مگر کچھ غور فکر کے بعد وہ انہیں سبق سکھانے کی سوچتی ہیں اور پلان کے مطابق ساس کی ساتھ شوپنگ سینٹر جاتی ہے اور پھر....

''جب وہ مندر والی گلی کے آخری موڑ پر تھیں تو اچانک سامنے والی گلی سے ایک موٹر سائیکل سوار تیزی سے نکلا اور اس نے کویتا کی طرف نشانہ باندھ کر گولی چلادی،مگر اس ناگہانی حملے سے پہلے ہی کویتا اُچھل کر اپنی ساس کے پیچھے ہوگئی تھی۔پستول کی گولی اس کی ساس کی سر میں لگی اور وہ فوراً چکرا کر گر پڑی۔دوسرے ہی لمحے گولی کی آواز سن کر لوگ دوڑ پڑے تھے اور گلی میں شور مچ گیا تھا۔صبح کے اخباروں میں ایک سرخی تھی۔ایک بڑھیا کا سنسنی خیز قتل!''

(جمنا تٹ۔سہ ماہی مجلّہ۔جلد نمبر ۸،شمارہ ۲۔ص ۷۱۔۷۲)

مختآر ٹونکی کے افسانے بیانیہ انداز میں ہوتے ہیں۔جو قاری کو اپنی دلکشی اور دلچسپی کے باعث آخر تک باندھے رکھتے ہے اور ان کے افسانے کا اختتام قارے کو چونکا دیتا ہے۔مختآر ٹونکی کے افسانے کے اختتام پر ہمیں سوچنے پر مجبور کردیتے ہے۔وہ اپنے افسانوں کا اختتام او ہنری اور چیخوف کی طرح چوکانے والے انداز میں کرتے ہیں۔اردو افسانہ چیخوف سے سب سے زیادہ متاثر رہا ہے۔ چیخوف کی کہانیوں کے ترجمے اردو زبان میں خوب ہوئے ہیں۔چیخوف کے افسانی نگاری کی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے افسانہ کو کلائمکس سے نجات دی۔

ڈاکٹر جمال آراء نظامی چیخوف کے افسانہ کے خاصیت بیان کرتی ہوئی کہتی ہیں کہ:

''چیخوف نے افسانے کوتہہ دار سوچ دیکر تحریک دینے والا گہرا اور جذبات سے پر بنایا اس نے مختصر افسانے میں داخلی کیفیت کے اظہار کے امکانات کو ایک لامتناہی وسعت اور ہمہ گیری عطا کر دی ہے ہم ان کے کرداروں کو چھو کر دیکھ سکتے ہیں۔''

(مختصر افسانے کا ارتقاء پریم چند تا حال ڈاکٹر جمال آراء۔ص۳۳)

موصوف نے بھی چیخوف کے انداز میں کسی مخصوص کردار اور واقعات کے بجائے زندگی کے روزمرہ کے معمولی واقعات و کردار سکے انوکھا پن سے زندگی ایک نیا روپ ہمارے سامنے لاتے ہیں۔چیخوف کا انداز بیان مختار ٹونکی کے افسانوں میں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ افسانہ''شاخسانہ'' کا اختتام بھی وہ ایسی چوکانے والے انداز میں کرتے ہیں۔افسانے کا مرکزی کردار اچھو جوکیسی کے مرنے کا انتظار کرتا ہے۔آخر میں اسے اپنے ہی بیٹے کی قبر کھودنی پڑتی ہیں۔جو دنگے میں مارا جاتا ہے۔

اس کو موصوف نے اس انداز میں بیان کیا ہے:۔

''کیا غضب ہو گیا مسیتے ؟ کیوں چلا رہا ہے؟اس نے پوچھا،کچھ نہیں چچا!.....وہ کریمہ ہے نہ!......مسیتا کہتے کہتے رک گیا،کیا ہوا میرے بیٹے کو؟ کہاں ہے وہ؟اس کے لہجے میں فکر مندی آ گئی۔ چچا......وہ جلیبی چوک میں دنگا ہو گیا.....بازار کی سب دکانیں بند ہو گئیں۔کریموا ادھر سے آ رہا تھا کہ چند گنڈوں نے اسے گھیر لیا اور اس کے پیٹ میں چاقو گھونپ دیا اسکی لاش پولس لے گئی آپ جلدی سے چلیں۔یہ دہشت ناک خبر سن کر وہ سر سے پاؤں تک کانپ گیا،اس پر سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی ،وہ چند لمحے خالی خولی

نظروں سے مسیتے کو دیکھتا رہا اور ہونٹوں میں بڑبڑایا۔ دنگا.....لاش.....مردہ....اللہ بڑا مسبب الاسباب ہے، پھر خاموشی سیاس نے کدالی پھاؤڑا اٹھایا اور میکانکی انداز میں قبرستان کی طرف روانہ ہوگیا اسے قبر جو کھودنا تھی اپنے بیٹے کی...... پیارے بیٹے کی۔''

(جمنا تٹ۔ سہ ماھی مجلّہ۔ جلد نمبر ۶ ،شمارہ ا۔ص۔۶۲)

مختار ٹونکی اپنے ذاتی تجربات، واقعات اور مشاہدات کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار حقیقت پسندانہ انداز میں کرتے ہیں۔ وہ زندگی کے معمولی سے معمولی واقعات کو بھی دلچسپ انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ان کے واقعات میں انوکھا پن ہوتا ہیں۔ وہ اپنے افسانوں کا تانا بانا اپنے گردوپیش کے ماحول سے اخذ کرتے ہیں۔ اپنے افسانوں میں سادہ اور شائستہ زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ جو قاری کو الجھنے نہیں دیتی۔ ان کے افسانوں میں ہم کو سماج اور معاشرے کی جیتی جاگتی تصویر دیکھنے کو ملتی ہے۔ وہ سماجی برائیوں اور فسادات پر طنز کرتے ہیں۔ مختار ٹونکی کے افسانوں میں مزاحیہ عنصر ہونے کے ساتھ طنز کی آمیزش بھی دیکھی جاسکتے ہے۔ طنز کی آمیزش ان کے افسانچہ ''درندے'' میں نمایاں نظر آتی ہے۔

مندرجہ ذیل اقتباس اس کی وضاحت کرتے ہیں:۔

''بستی میں دنگا بھڑک اٹھا، ایک فرقے کے لوگ دوسرے فرقے کے لوگوں کیساتھ مار کاٹ کر رہے تھے۔ آگ دھماکے، چیخ پکار اور بھاگ دوڑ سے ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا، لا اینڈ آرڈر، بنائے رکھنے کے لیے پولیس کے نوجوان گشت کر رہے تھے، گلی میں دھوتی سنبھالتے اور ہانپتا کا پتا قصبہ کا سیٹھ دوڑا ہوا آیا اور وہاں پر کھڑے پولیس والوں سے

بولا۔ارے جلدی چلو! درندے میرا گھر لوٹ رہے ہیں، میری عزت آبرو خطرے میں ہے ۔۔۔بھگوان کے لیے۔۔۔شاید وہ آگے کچھ اور کہتا کہ تین ڈنڈے اس کے کھپڑی پر پڑے۔ایک چیخ بلند ہوئی اور وہ ہیں پر چکرا کر گر پڑا، دوسرے ہی لمحے ایک ہاتھ اس کے گلے میں پڑی ہوئی سونے کی زنجیر کی طرف بڑھا دوسرے ہاتھ نے انگوٹھی پر قبضہ جمایا اور تیسرے نے اس کی کلائی پر بندھی گھڑی کھول لی۔بستی میں ابھی بھی درندے لوٹ مار کر رہے تھے۔ ؏

(مختار ٹونکی شخصیت اور فن۔ملک فیاض احمد ۔ص ،۲۷۔۲۸)

اسی طرح سے انھوں نے افسانچہ ''سلیکشن'' میں معاشرے کے نفسیاتی پہلو اور سطحی ذہنیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کسی کا انتخاب یوں ہی نہیں ہو جاتا ہے۔

''لیڈی سیکریٹری کا انٹریو دینے کے لیے پچاسوں لڑکیاں آئی تھیں، کسی نے یہ عہدہ حاصل کرنے کے لیے سفارش کا سہارا لیا تھا تو کسی کو اپنی تعلیمی ڈگریوں پر بھروسہ تھا چند ایک اپنے حسن کی وجہ سے امید لے کر آئی تھیں لیکن باس نے ایک معمولی سی ناک نقشے والی لڑکی کا انتخاب کیا سب ہی کو حیرت کے ساتھ رشک بھی ہوا کہ آخر کس بنیاد پر اس کو چن لیا گیا،'' رمز انتخاب'' منتخب لڑکی نے اپنی سہیلی کے پوچھنے پر اس طرح بتایا کہ ۔۔مجھے خود کو بھی امید نہ تھی کہ باس اتنے پیارے ہونگے میں نے انٹریو کے دوران ٹیبل کے نیچے سے ان کے پیر پر پیر رکھ دیا تھا۔شاید انھوں نے اشارہ سمجھ لیا ہو۔''

(مختار ٹونکی شخصیت اور فن ۔ملک فیاض احمد ۔ص ۲۸)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف کی شخصیت مختلف الجہات ہے۔جن میں موجودہ صوت حال سماجی اور نفسیاتی اورا نسانی زندگی کے تمام مسائل کا حقیقت پسندانہ اظہار ملتا ہے ۔انھوں نے زندگی کی تلخ حقائق اور سچائیوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ان کے افسانوں میں ا تفاقات ہیں زمانے کے،ٹوٹتے دائرے،شاخسانہ، پرتی پھل،سانکل لگادو، بات ایک رات کی، کتنی بلندی کتنی پستی وغرہ قابل ذکر ہیں۔

مختارٹونکی بنیادی طور پر طنزومزاح نگار ہیں۔اس لئے اپنی تحریروں میں سماج میں پھیلی برائیوں، بے راہ روی اور کج روی پر طنز کے نشتر چلاتے ہیں۔ساتھ ہی اپنے مزاحیہ انداز سے اپنی تحریروں میں مضحک پہلوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔افسانہ''شاخسانہ''، میں افسانہ نگار نے اچھوکی ذہنی کیفیت کومضحک انداز میں اس طرح بیان کیا ہے:۔

> ''یہ مالک الموت بھی بڑا ستم ظریف ہے جب لوگوں کی روح قبض کرنے پرآتا ہےتو وقت بے وقت درجنوں کو اپنا شکار کر بیٹھتا ہے اور ہفتوں ایسی سلسلے کو جاری رکھتا ہے،بعض دفعہ تو اسے راتوں کو بھی قبریں کھودنا پڑی ہیں اوراب دیکھو پندرہ دن سے لا پتہ ہے بہ جانے کہاں ڈیوٹی انجام دے رہاہے،اور یہ نہیں سوچتا کہ یہاں کیسی کی جان پر بنی ہوئی ہے۔''
>
> (شاخسانہ۔جمناتٹ۔سہ ماھی مجلّہ۔جلدنمبر۶،شمارہ۱،ص۶۰۔۶۱)

مختارٹونکی کے افسانوں سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ ہمارے روزمراہ کی زندگی سے موضوعات اخذ کرتے ہیں۔ان کے کردارہمیں جاندارمعلوم ہوتے ہیں۔مکالموں میں سادہ بیانی ہےتو پورا منظرآنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ان کےفن کادائرہ تکمیل کی صورت میں نمایاں نظر آتا ہے۔وہ اپنے افسانوں میں علامتی اور تجریدی اندازنہیں اپناتے ہے بلکہ سیدھے سادے

انداز میں اپنے نظریہ کو واضع کرتے ہیں۔

مختارؔ ٹونکی کے افسانوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم کہ سکتے ہیں کہ ان کے افسانے ہماری روزمرّ ہ کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور مسائل کو بیان کرتے ہیں۔ جو ہمارے معاشرے میں سانس لیتے نظر آتے ہیں اور ہمیں غور وفکر کی داوت دیتے ہیں۔اپنی ایسی فنّی اور فکری صلاحیتوں کے باعث ان کا شمار مستند افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔

☆☆☆